سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک وارشاد پر حضرت اولوالعزم صاحبزادہ صاحب میرزا بشیر الدین محمود احمد

فضل عمرؓ مصلح موعود خلیفہ ثانی کی سرپرستی میں زندہ ہوا

الحکم

شرح قیمت
جو پیشگی لیجائیگی
عوام سے صہ
خواص سے غلہ
ہندوستان سے
باہر سے
غیر مذاہب اور غیر
مستطیع احباب سے
(سے ۱۲)

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ
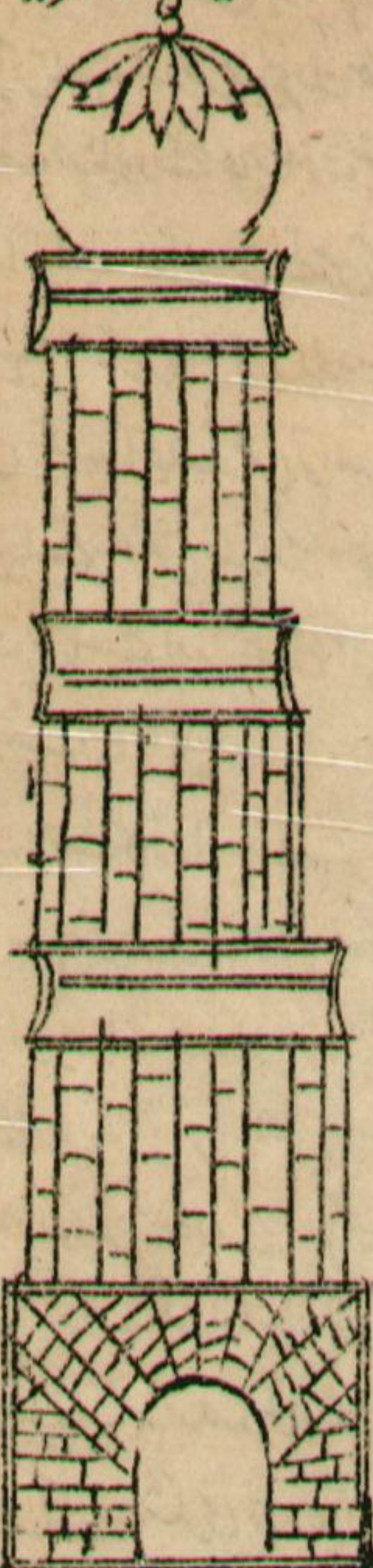
بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی حالت کو تبدیل نہ کرے

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

کو شایع ہوتا ہے

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی!	چہ گویم با تو گر آئی بہ دارِ قادیاں بینی!

جلد (۱۹) — مورخہ ۲۸ اپریل سنہ ۱۹۱۵ء — نمبر (۱۶)

نظم در مدح حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

آنے والا مرد کامل باخدا تو ہی تو ہے
تو ہی وہ موعود ہے جس پر مسیحؑ کو ناز تھا
تجھ پہ صادق آئے الہام مسیحائے زمن
شامل ہو جائینگے اک دن سب ترے انصار میں
خلق کی اصلاح مقدر ہے تیرے ہی ہاتھ سے
کیوں نہ ہو شوکت تیری تحریر میں تقریر میں
تیرے ہی نوروں سے نکلیگا جہاں ظلمت سے
کفر اور اسلام کی تفریق تو نے آ کے کی!
کر دیا مردے ہوں زندہ لنگڑے پھر چلنے لگیں!
جھولیاں لعل و جواہر سے کہیں بھر بھر کے دے

تو ہی ہے اب مظہرِ شان خدا تو ہی تو ہے
تو ہی ہے وہ باصفا وہ اولیا تو ہی تو ہے
کیوں نہ ہو جب وحی خدا! تو ہی تو ہے
جانینگے جب وارثِ علم ہدا تو ہی تو ہے
منتظر جسکے تھے ہم وہ رہنما! تو ہی تو ہے
دامن حق سے جو وابستہ رہا تو ہی تو ہے
اِس شب دیجور میں ماہ لقا تو ہی تو ہے
رات دن کا آئینہ حق نما تو ہی تو ہے
تشنہ لب کے واسطے آب بقا تو ہی تو ہے
معدنِ حکمت ہے اور کانِ طلا تو ہی تو ہے۔

(خاکسار قدرت اللہ احمدی از لاہور)

چند سوالوں کا جواب

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۳) تیسرا سوال آپ کا یہ ہے کہ ایک نبی سے دوسرے نبی تک یا حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے لیکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک ایسا کوئی خلافت کا سلسلہ نظر نہیں آتا جو کوئی زمانہ خلیفہ کے وجود سے خالی نہ ہو۔ پس اگر پہلے یہ تواتر نہیں رہا تو اب کب تک رہ سکتا ہے؟

اس کے جواب میں معروض ہے کہ خلافت کی غرض و غایت اصل میں یہ ہوتی ہے کہ انبیاء اللہ جس مقصد کیلئے دنیا میں آتے ہیں اسکی تکمیل اللہ تعالےٰ ان کے ہاتھ سے نہیں کرواتا۔ بلکہ ان کے ہاتھ سے صرف اسکی تخم ریزی کروا کر انہیں واپس بلا لیتا ہے۔ اور چونکہ وہ مقصد الٰہی

مطبع ضیاء الاسلام مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ عبد الرحمن پرنٹر کے چھپکر شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پبلشر کیلئے قادیان سے شایع ہوا۔

تخم کی حالت میں ہوتا ہے اسلئے وہ ابھی بہت کچھ آبیاری اور نگہداشت کا محتاج ہوتا ہے جسکے لئے اللہ تعالیٰ خلفاء کو کھڑا کرتا ہے اور پھر جب یہ دن آجاتی ہیں کہ دشمنوں کے ہاتھ سے اس پودے کے تلف اور نابود کئے جانیکا خوف نہیں رہتا تو سنت اللہ کے ماتحت ایسے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں کہ سلسلہ خلفاء بھی اُٹھ جاتا ہے اور پھر جب اس پودے کے خشک ہوجانے کے دن قریب آجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کسی مجدد کو بھیج دیتا ہے۔ غرض خلفاء کا وجود بھی انبیاء کیطرح ایک رحمت ہوتا ہے اور جسطرح انبیاء کا اُٹھایا جانا گویا ایک رحمت کا زوال ہوتا ہے۔ اسی طرح خلفاء کا اُٹھ جانا ایک رحمت کا زوال ہوتا ہے۔ مگر دونوں میں فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کو لوگوں کے واسطے کے بغیر خود اپنے ہاتھ سے کھڑا کرتا ہے اور جب وہ اپنا فرض ادا کر چکتے ہیں تو انہیں واپس بلا لیتا ہے لیکن ان کے بعد جو خلفاء اس مقصد کی تکمیل کیلئے کھڑے کئے جاتے ہیں انکا انتخاب اللہ تعالیٰ لوگوں کے ہاتھ سے کرواتا ہے اور جب اب یہ سلسلہ خلافت اٹھایا جاتا ہے تو وہ بھی لوگوں کی بے شکری اور بد اعمالی کا نتیجہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جس رحمت (انبیاء) کو اللہ تعالیٰ بلاواسطہ بھیجتا ہے اور بلاواسطہ اٹھاتا ہے اسکی جا بجا ایک اور رحمت (خلفاء) کو قایم کر دیتا ہے لیکن یہ دوسری نعمت جب چھنتی ہے تو اسکے بعد اسکی جا بجا کوئی رحمت نہیں آتی بلکہ اسکے بعد اس قوم کے منحوس ایام آجاتے ہیں جیسا کہ اگر کسی نبی کو کوئی قوم دکھ دے تو اس کے بُرے دن آجاتے ہیں اور وہ قوم بدلوا نعمت اللہ کفراً واحلوا قومھم دار البوار کا مصداق ہو جاتی ہے۔ سو تکمیل مقصد کیلئے سلسلۂ خلافت ضروری ہے۔ اور اگر یہ سلسلہ قایم نہ ہو تو وہ تخم بالکل ضایع ہو جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ انبیاء کو ناکام نہیں کرنا چاہتا اسلئے وہ اس سلسلہ خلافت کو قایم کر دیتا ہے ہاں بعد میں لوگوں کی ناشکری کی وجہ سے یہ نعمت ان سے چھن جاتی ہے حقیقت خلافت اور ضرورت خلافت کو حضرت اقدس نے رسالہ الوصیت میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے "اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دیگا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد* یہ خدا کی سنت ہے۔ اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے × × × × × × × × × × اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اسکی تخمریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دیدیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جنکے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر نا تمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جاوے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور انکی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور کئی بدقسمت مرتد ہونیکی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزے کو دیکھ لیتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رض کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہ رض بھی مارے غم کے دیوانوں کیطرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رض کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعنی خوف کے بعد ہم ان کے پیر جما دینگے" غرض جب نبی دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو اس وقت ابھی ان کی جماعت میں ایک ضعف ہوتا ہے جسے دور کرنیکے لئے اللہ تعالیٰ دوسری مرتبہ زبردست قدرت نازل فرماتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جب ضعف کے آثار نمودار ہوئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رض کو کھڑا کر کے اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر نبی کے بعد دکھایا کرتا ہے اور یہ اسکی سنت قدیمہ ہے جب سے کہ اس نے زمین و آسمان پیدا کئے۔ اب اگر کوئی شخص کہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تھوڑا عرصہ ہی یہ سلسلہ جاری رہا اور پھر منقطع ہو گیا اور اس سے گویا یہ ثابت ہوا کہ نعوذ باللہ یہ سلسلہ ہی لغو ہے تو وہ غلطی کرتا ہے خلاصہ یہ کہ خلافت ایک رحمت ہے اور اس کا زوال ایک مصیبت ہے جو قوم کی ناشکری اور کفران نعمت کے باعث قوم پر آتی ہے پس جبتک بھی خلافت کا سلسلہ جاری رہے وہ غنیمت ہے اور اس خیال سے کہ آخر کب تک ساتھ دیگی اسکی ضرورت کا انکار کرنا یا خود اس کا انکار کرنا ایسی ہی غلطی ہے جیسے کوئی شخص اپنے کسی بزرگ یا عزیز کو اس خیال سے مار ڈالے کہ آخر اس نے ایک دن ہم سے جدا ہونا ہی ہے۔ ابھی سے کیوں نہ اس کا کام تمام کر دیا جائے جو شخص تاریخ اسلام سے واقفیت رکھتا ہو اس سے یہ امر مخفی نہیں ہے کہ جس روز سے مسلمانوں نے خلفاء راشدین کی ناقدری و ناشکری کرنی شروع کی۔ اسی روز سے اسلام تفرقہ کا آماجگاہ ہو گیا۔ اور یہ تفرقہ دن بدن بڑھتا ہی گیا حتّٰی کہ یہ نوبت پہنچی جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ پس قوم میں اتحاد اسی وقت تک قایم رہ سکتا ہے۔ جب تک کہ وہ قوم ایک خلیفہ کے ماتحت ہو۔ اسلئے جبتک ملکر کام کرنے یعنی اتحاد کی ضرورت ہے۔ اس وقت تک سلسلہ خلافت کی بھی ضرورت ہے اور جسطرح اتحاد ایک رحمت ہے اسی طرح خلافت بھی ایک رحمت ہے اور جسطرح اتحاد ہمیشہ نہیں رہتا اسی طرح خلافت بھی ہمیشہ قایم نہیں رہتی اور پھر باوجود اسکے جسطرح اس سے اتحاد کی قیمت و اہمیت میں فرق نہیں آتا اسی طرح سلب خلافت سے خلافت کی قیمت اور اہمیت میں فرق نہیں آتا۔

۴ آپ فرماتے ہیں کہ الوصیت کے

الفاظ "جب تک کوئی خدا سے روح القدس پاکر کھڑا ہو۔ سب میرے بعد ملکر کام کرو" ایک ایسے زمانہ کی اطلاع دیتے ہیں جب کوئی روح القدس پاکر کھڑا ہوگا۔ یعنی مصلح موعود اور وہ وقت ایسا ہوگا جب سب ملکر کام کرینگے۔ یعنی ایک شخص واحد اس نظام کو چلانیوالا نہیں ہوگا

یعنے مطاع نہیں ہوگا۔ میرے خیال میں آپنے الوصیت کی اس عبارت سے یہ مطلب نکالنے میں زیادہ تدبر سے کام نہیں لیا کیونکہ جب حضرت اقدس خود دوسری جگہ اپنی جماعت کیواسطے ایک پیشرو واجب الاطاعت کا ہونا ہمیشہ کیلئے ضروری قرار دیتے ہیں۔ تو اس عبارت کے ایسے معنے کرنے جو محکمات کے بالکل خلاف ہوں صحیح نہیں۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ حضرت اقدس کا لیکچر پیغام صلح آپکی سب سے آخری تصنیف ہے جو طبع بھی آپ کی رحلت کے بعد ہی ہوئی اور جس وقت آپ اسکی تصنیف سے فارغ ہوئے اس سے صرف چند گھنٹے بعد آپ رحلت فرما گئے۔ اللھم صل علیہ وعلیٰ سیدنا محمد وبارک وسلم۔ اس لیکچر میں آپ فرماتے ہیں کہ "میں سب سے پہلے اس اقرار نامہ پر دستخط کرنے کیلئے تیار ہوں کہ ہم احمدی سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدق ہوں گے۔ اور وید اور اسکے رشیوں کا تعظیم اور محبت سے نام لینگے۔ اور اگر ایسا نہ کرینگے تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپیہ سے کم نہ ہوگی ہندو صاحبوں کی خدمت میں ادا کردینگے اور اگر ہندو صاحبان دل سے ہمارے ساتھ صفائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ایسا ہی اقرار لکھکر اس پر دستخط کردیں اور اس کا مضمون بھی یہ ہوگا کہ ہم حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کو سچا نبی اور رسول سمجھتے ہیں اور آئندہ آپکو ادب اور تعظیم کے ساتھ یاد کرینگے جیسا کہ ایک ماننے والے کے مناسب حال ہے اور اگر ہم ایسا نہ کریں تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ سے کم نہیں ہوگی احمدی سلسلہ کے پیشرو کی خدمت میں پیش کرینگے یاد رہے کہ ہماری احمدی جماعت چار لاکھ سے کم نہیں ہے اس لئے ایسے بڑے کام کیلئے تین لاکھ روپیہ چندہ کوئی بڑی بات نہیں ہے اور جو لوگ ہماری جماعت سے ابھی باہر ہیں۔ دراصل وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں ہیں جو ان کے نزدیک واجب الاطاعت ہے" اس عبارت میں الفاظ ہمیشہ احمدی سلسلہ کا پیشرو۔ لیڈر۔ واجب الاطاعت ماتحت۔ پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال خصوصیت سے قابل غور ہیں جو بتارہے ہیں کہ احمدی

سلسلہ کا ہمیشہ ایک پیشرو ہونا ضروری ہے جو تمام جماعت کا واجب الاطاعت لیڈر ہو اور تمام جماعت اسکے ماتحت ہو اور جو لوگ کسی ایسے پیشرو کے ماتحت نہ ہوں وہ پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت اقدس اپنی جماعت کیلئے کسی ایک پیشرو کے ماتحت ہونا جس کی اطاعت تمام جماعت پر واجب ہو اور جو تمام جماعت کا مقتدا ہو کسقدر ضروری سمجھتے تھے پس یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایسی تصریحات کے ہوتے ہوئے ہم آپ کی کسی ایسی عبارت کے جو بالفرض کئی پہلو رکھتی ہو ایسے معنے کریں جو اس مذکورہ بالا تصریح کے صریح خلاف ہوں بالخصوص جبکہ اس الوصیت کے ایسے معنے زیادہ قرین قیاس ہوں جنسے اس پیغام صلح والی عبارت کی بھی تائید ہوتی ہو۔ یا جنکی تائید اس عبارت سے ہوتی ہو

پیشتر اس سے کہ میں ان معنوں کو آپکی خدمت میں عرض کروں آپ کی توجہ الوصیت کے ان الفاظ کی طرف منعطف کرانی چاہتا ہوں۔ جنکی طرف آپنے اشارہ فرمایا ہے یعنے "جب کوئی خدا سے روح القدس پاکر کھڑا نہ ہو۔ سب میرے بعد ملکر کام کرو" اس جگہ یہ لفظ نہیں ہیں کہ چودہ پندرہ آدمی ملکر کام کریں بلکہ الفاظ یہ ہیں کہ سب میرے بعد ملکر کام کرو ممکن ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ جماعت کا ایک ایک فرد کسی جگہ جمع ہو کر سارے ملکر کسی ایک کام میں لگ جائیں۔ پس جب قوم میں سے چند آدمی جنہیں قوم منتخب کرے قوم کیطرف سے وکیل ہو کر کوئی کام کرینگے تو وہ سب قوم کا کام ہوگا۔ کیونکہ ساری قوم نے انہیں منتخب کیا ہے اور وہ ساری قوم کی طرف سے وکیل ہیں پس ان کا کوئی کام کرنا گویا تمام قوم کا کرنا ہوگا۔ سو میں اس کے جواب میں یہ عرض کرونگا کہ جسطرح چودہ پندرہ کو قوم منتخب کرے اور وہ کوئی کام کریں تو وہ سب قوم کا کام ہوگا اور وہ چودہ پندرہ آدمی قوم کیطرف سے وکیل متصور ہوں گے۔ اسی طرح اگر سب قوم کسی ایک شخص کو منتخب کرے اور وہ شخص بحیثیت تمام قوم کا وکیل ہونے کے کوئی کام کرے تو وہ کام بھی تمام قوم کا کام ہوگا نہ کہ

کسی خاص فرد کا۔ اور اگر اس شخص کا کام صرف ایک شخص کا کام متصور ہوگا تو کوئی وجہ نہیں کہ چودہ پندرہ آدمی کا کام صرف انہیں چودہ پندرہ آدمیوں کا کام نہ متصور ہو۔ غرض اس فقرہ کا مدعا یہ ہے کہ جب کوئی شخص روح القدس پاکر کھڑا ہو تو اس میں لوگوں کی آراء و اتفاق پر کچھ انحصار نہیں اور جب کوئی شخص روح القدس پاکر کھڑا ہونیوالا نہ ہو تو اس وقت سب جماعت کا انتخاب کردہ شخص روح القدس پاکر کھڑا ہونے والے شخص کے ... اب جب ہم اس فقرہ سے چند پہلے فقرے کو دیکھتے ہیں تو ان میں انتخاب ہی کا ذکر پاتے ہیں اور انتخاب بھی ایسا جو جماعت کے کسی خاص حصہ کا نہ ہو بلکہ تمام جماعت کی طرف سے ہو جو سب جماعت کے اتفاق کا مراد ہو ہاں چونکہ جماعت کے ایک ایک فرد کی رائے حاصل کرنا نہ صرف محال ہے بلکہ لاحاصل ہے کیونکہ ہر ایک شخص ایسی بات کی اہلیت نہیں رکھتا۔ اس لئے حضرت اقدس نے اسکے لئے حدبندی فرمادی اور فرمادیا کہ ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کی اتفاق رائے پر ہوگا پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کرینگے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لیوے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا اور چاہیئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کیلئے نمونہ بناوے۔ غرض اس فقرہ مذکورہ بالا کے وہ معنے نہیں ہیں جو آپ سمجھے ہیں۔ آپ اس فقرہ سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ کوئی ایک شخص سوائے مصلح موعود کے جماعت کا مطاع نہیں ہو سکتا اور حضرت اقدس ایک پیشرو واجب الاطاعت کو جماعت کیلئے ضروری قرار دیتے ہیں۔ بعض لوگ غلطی سے یا مغالطہ کے طور پر اس عبارت کا جو اوپر مذکور ہوئی ہے یہ مدعا بیان کیا کرتے ہیں کہ ایسے انتخاب شدہ آدمی جماعت میں ایک وقت میں متعدد بھی ہو سکتے ہیں۔ بلکہ ہونے چاہئیں اور دلیل یہ پیش کیا کرتے ہیں کہ حضرت اقدس نے اس جگہ جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے لیکن یہ خیال باطل ہے کیونکہ اول تو حضرت اقدس نے تفصیل کے موقعہ پر خود ہی واحد کا صیغہ استعمال فرمایا ہے اور بتادیا ہے کہ جمع کے صیغے سے یہ مراد نہیں کہ ایک وقت میں ایک سے زیادہ ایسے آدمی منتخب ہو سکتے ہیں

بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ یکے بعد دیگرے ایسے کئی وجود ہونگے۔ لیکن ایک وقت میں ایک ہی ہوا کریگا پھر ثانیاً یہ کہ اگر بالفرض متعدد ہوں تو ان کا انتخاب مومنوں کے اتفاق سے نہیں ہوگا بلکہ ہر ایک علاقہ یا شہر کے لوگ اپنے لئے اپنے طور پر کسی کو منتخب کر لینگے پس ایسا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے کی طرف ہرگز منسوب نہیں ہوگا اس تقریر پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ چالیس مومنوں کا اتفاق بھی جماعت کا اتفاق نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ ان چالیس کو تو حضرت اقدس نے تمام جماعت کے وکیل قرار دیا ہے پس انکا انتخاب تو کل جماعت کا انتخاب ہوگا۔ لیکن کسی خاص علاقے کے آدمیوں کا انتخاب جنکے مقابلہ میں کسی دوسرے علاقہ میں کوئی اور چالیس مومن کسی اور کو منتخب کرینگے پس یہ انتخاب کل جماعت کا انتخاب نہیں کہلا سکتا۔ اور حضرت اقدس کے کلام کا یہ مدعا ہی نہیں ہے کہ چالیس آدمی جس شخص کو یا جن آدمیوں کو منتخب کریں وہ بیعت لینے کے مجاز ہیں کیونکہ اس فقرہ میں حضرت اقدس نے جمع کے صیغے کو ترک کر کے اسکی بجائے واحد کا صیغہ رکھا ہے اور فرمایا ہے پس جس شخص الخ۔

علاوہ اسکے حضرت اقدس ایسے شخص کی نسبت فرماتے ہیں کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کیلئے نمونہ بناوے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ باقی لوگ اسکی اتباع واقتدا کریں پس یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تمام قوم کیطرف سے منتخب شدہ ایک وقت میں تمام قوم کے کئی ایک مقتدا ہوں۔ نیز اس جگہ حضرت اقدس ایسے لوگوں کے وجود کو اس مقصد کے حصول کا سبب اور ذریعہ بتا رہے ہیں کہ متفرق آبادیوں کے لوگ توحید کیطرف آئیں اور دین واحد پر جمع ہوں اور اسی نتیجہ کو اپنی بعثت کا اصل مقصد بتا رہے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اقدس ایسے وجودوں کو اپنا قایم مقام قرار دے رہے ہیں۔ جسکی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت اقدس اس سے چند سطر پیشتر اس بات کیطرف اشارہ فرما چکے ہیں کہ میں جس مقصد کیلئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں اسکی تکمیل میرے ہاتھ سے نہیں ہوگی میرا کام اس کی تخم ریزی کرنا تھا اور اس کی تکمیل کیلئے اللہ تعالےٰ میرے بعد ایسے ہی اسباب پیدا کریگا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کیا۔ یعنے ابوبکر صدیق کو کھڑا کیا جس کے ذریعہ سے جماعت کو جو تتر بتر ہو چلی تھی۔ اکٹھا کر دیا اور وہ سب ملکر کام کرنے لگے۔ غرض جب ایک طرف حضرت اقدس تمام جماعت کا ہمیشہ کیلئے ایک پیشرو واجب الاطاعت کے ماتحت ہونا ضروری قرار دیتے ہیں اور پھر دوسری طرف اپنے بعد کے متعلق بالکل وہی امور بتائے ہیں جو پہلے انبیاء کے بعد وقوع میں آتے رہے۔ اور اس بات کی ان الفاظ میں خبر دیتے ہیں کہ "اب **ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دے**" اور یہ محقق امر ہے کہ کسی نبی کے بعد اسکے مقاصد کی تکمیل کیلئے اللہ تعالےٰ نے کبھی کوئی انجمن نہیں قایم کی بلکہ وہ ہمیشہ خلافت کو قایم کرتا رہا ہے تو پھر آپ کے پیشکردہ فقرہ کے وہ معنے کیونکر صحیح ہو سکتے ہیں جو آپنے بیان فرمائے ہیں اور یہ محض وہم ہے کہ حضرت اقدس نے اپنے بعد کے لئے کسی انجمن کو ان کاموں کے متعلق جنکے لئے اللہ تعالےٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا اور جو آپ ہمیشہ اپنی زندگی میں خود سرانجام دیتے رہے اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ حضرت اقدس نے اپنی زندگی میں ایک مجلس قایم فرمائی اور اسکی نسبت یہ بھی فرمایا کہ چونکہ وہ صدر کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اسلئے اسے دنیا داری کے رنگوں سے بچتے رہنا چاہئے مگر اس انجمن کا اور اسکی جانشینی کا آپ کی وفات سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ جہاں حضرت اقدس نے رسالہ الوصیت میں اپنی وفات کا ذکر فرما کر اپنے بعد کیلئے انتظام سلسلہ اور اجتماع جماعت کی صورت بیان فرمائی ہے وہاں انجمن کا قطعاً کچھ ذکر نہیں ہے نہ صراحتاً نہ اشارتاً نہ کنایتہً۔ اور جہاں انجمن کیطرف [illegible] بیان فرمائی ہے وہاں آپکی رحلت کے بعد کے انتظام کے متعلق قطعاً کچھ ذکر نہیں ہے۔ معلوم نہیں بعض لوگ کسطرح آسمان اور زمین کے قلابے ملاتے ہیں۔ آپ رسالہ الوصیت نکال کر بغور دیکھ لیں۔ انجمن کا بڑا مقصد آپنے مقبرہ بہشتی کی آمد کے انتظام کو قرار دیا ہے کیونکہ اس مقبرہ کے ساتھ ایسی وصایا کا تعلق ہے جنکی بنا پر اس مد میں بڑے بڑے اموال سلسلہ کے اور بڑی بڑی جایدادیں آنے والی تھیں اور ان کے حساب کی باقاعدگی کیلئے بہت بڑے انتظام کی ضرورت ہے اور حضور نے اس ضرورت کیلئے فوری انتظام یہ کیا ہے۔ کہ جب تک باقاعدہ کوئی انجمن قایم ہو اس کا انتظام صدیق ثانی حضرت نورالدین رضی اللہ عنہ وارضاہ کے سپرد فرمایا ہے۔ لیکن اپنے مابعد کیلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رض کی مثال دیکر اور حضرت ابوبکر صدیق کو قدرت ثانیہ کا مظہر قرار دیکر اسی طور پر قدرت ثانیہ کے ظہور کی پیشگوئی فرماتے ہیں اور اسکے لئے جماعت کو تاکید فرماتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ جب تک میں نہ جاؤں وہ قدرت نہیں آسکتی لیکن جب میں جاؤنگا تو وہ قدرت تمہارے پاس آجائیگی اور اس قدرت کے ظہور کا نتیجہ اپنے مقصد کی تکمیل بیان فرماتے ہیں۔ اور پھر اس مقصد کے حصول کو اس سلسلہ پر موقوف قرار دیتے ہیں کہ میرے بعد جماعت کے پاک نفس بزرگ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لیں غرض جس مقصد کیلئے آپ مبعوث کئے گئے تھے اسکی تکمیل کا کام تو خلفاء کیطرف منسوب فرماتے ہیں۔ اور مقبرہ کی آمدنی کا حساب وکتاب باقاعدہ رکھنے کیلئے ایک انجمن قایم کرتے ہیں تاکہ یہ کام خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کے اوقات گرامی کا حارج نہو اور تکمیل مقاصد میں خلل انداز نہو یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس نے یہ کام اپنے ذمہ بھی نہ لیا جسکی طرف احادیث میں بھی ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا تھا کہ لا یعد ولا یحسب یعنے امام مہدی اموال کا حساب وکتاب خود اپنے ہاتھ میں نہیں لیگا۔

میں چاہتا تھا کہ اس موضوع پر کچھ مفصل لکھوں مگر گنجایش نہیں۔ اس لئے ابھی ختم کرتا ہوں۔ اور مصلح موعود کے متعلق جو کچھ آپنے اس سوال میں بیان فرمایا ہے۔ اسکے متعلق جو کچھ ضروری سمجھتا ہوں اسے بھی اس آیندہ سوال کیلئے ہی چھوڑتا ہوں جو آپنے مسئلہ مصلح موعود کے متعلق لکھا ہے۔

ہاں میں شاید یہ بتانا بھول گیا کہ انجمن کی جانشینی کے کیا معنے ہیں۔ سو معروض ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی انجمن کے متعلق یہ ہرگز نہیں لکھا کہ وہ میری جانشین ہوگی۔ بلکہ آپنے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ جانشین ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ حضرت اقدس نے اپنے جن کاموں کیلئے اس انجمن کو قایم کیا وہ اس وقت بھی ان کی ذمہ دار ہے جس طرح آیندہ ہوگی نہ یہ کہ اب نہیں ہے اور آیندہ ہوگی۔ اور نہ یہ کہ آیندہ اسکے فرائض اور کام بڑھ جائینگے۔ غرض اسکے ذمہ جو کام پہلے تھا وہی اب ہے۔ اور وہ کام یہ ہے کہ مقبرہ بہشتی کا انتظام کرنا اور اسکی آمدنی کو ایسے کا [illegible] اشاعت اسلام

ہوتی ہو۔ ایسا ظاہر ہے کہ حضرت اقدس کی بعثت کی اصلی غرض نہ تو مقبرہ بہشتی کا انتظام کرنا تھی اور نہ اسکی آمدنی کا انتظام ورنہ یہ لازم آئیگا کہ جس کام کیلئے اللہ تعالےٰ نے آپ کو بھیجا تھا وہ آپنے نہیں کیا۔ کیونکہ جب تک مقبرہ ہی نہ تھا۔ اس وقت اسکے انتظام اور اس کی آمدنی کے انتظام کے کیا معنے۔ اور جب مقبرہ بنگیا تو اس وقت سے آپنے اس کا انتظام پہلے عارضی طور پر حضرت صدیق ثانی کے سپرد کرنے کی تجویز فرمائی۔ اور پھر جلد ہی ایک انجمن قایم کر کے مقبرہ کا تمام کاروبار اس کے سپرد کر دیا۔ اور کبھی بھی یہ کام خود نہ کیا۔

اس جگہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ ضمیمہ الوصیت کی ہدایت ۱۳ میں انجمن کی جانشینی کا ذکر ان لفظوں میں آیا ہے کہ چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لئے اس انجمن کو دنیا داری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا۔" اس عبارت سے صاف ظاہر ہے اس جگہ اصل مدعا یہ بتانا ہے کہ اس انجمن کو دنیا داری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا اور اس بات کا ذکر کہ انجمن جانشین ہے اسکی دلیل اور علت کے طور پر بیان ہوا ہے جسکو لفظ چونکہ کے ماتحت ذکر کیا گیا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے یہ انجمن کی جانشینی قبل ازیں بنائی جا چکی ہوئی ہے اور اس جگہ اس معلوم شدہ بات کو بطور دلیل لایا گیا ہے پس انجمن کی جانشینی کے معنے جو کچھ ہیں اور اس سے جو کچھ مراد ہے وہ پہلی عبارت میں مذکور ہو چکا ہے جس میں اس انجمن کی ضرورت اور اسکے فرائض بیان کئے گئے ہیں۔ پس اس فقرہ میں انجمن کی جانشینی سے انہی اغراض و مقاصد کیطرف اشارہ مقصود ہے۔ جنکے لئے یہ قایم کیا گیا ہے نہ یہ کہ حضرت اقدس کی وفات کے بعد اس انجمن کو کوئی نیا منصب حاصل ہو جائیگا۔ جسکے ماتحت اس انجمن کے کچھ نئے فرائض بڑھ جائینگے جنکی ادائیگی قبل ازیں حضرت اقدس خود سرانجام دیتے رہے۔ یا یہ کہ حضرت اقدس نے اشاعت کا کام بھی انجمن کے سپرد کر دیا سو اس سے یہ الزام نہیں آتا کہ انجمن آپ کی خلیفہ بنگئی۔ کیونکہ یہ کام تو اللہ تعالےٰ نے ہر مومن کے سپرد کیا ہے اور انکی جانوں اور مالوں کو اس راہ میں وقف قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا قل ھذہٖ سبیلی ادعوا الی اللہ علےٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی اور ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ۔ پس اس طرح تو ہر ایک مومن آپکا خلیفہ ہے۔"

(۵) آپ استفسار فرماتے ہیں کہ بیشک خلیفہ حسب اقتضائے وقت سب کچھ کر سکتا ہو۔ مگر نبی یا مامور من اللہ کے احکام کو کسی طرح یا کسی رنگ میں بدل نہیں سکتا پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت اقدس تو اشاعت اسلام کا کام صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کریں اور آپ اس فنڈ کو اس انجمن سے الگ کر کے ایک علیحدہ جماعت کے سپرد کریں۔ حالانکہ صدر انجمن احمدیہ اسی کے لئے بنائی گئی۔ اور اس مد کے اموال کا انتظام اسی کیلئے مخصوص کیا گیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت اقدس نے الوصیت میں یا کسی اور تحریر یا تقریر میں یہ ہرگز نہیں فرمایا کہ اشاعت اسلام کا کام صدر انجمن کے سوا قطعاً کوئی کرنے کا مجاز نہیں ہوگا۔ اشاعت اسلام کا کام تو اللہ تعالےٰ نے ہر مومن پر فرض کیا ہے پس اگر حضرت اقدس کسی انجمن کو یہ ہدایت دیں کہ وہ اشاعت اسلام کا کام کیا کرے تو اس کے یہ معنے ہرگز نہیں ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے طور پر دین کی خدمت کرنا چاہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور دعوۃ الی الخیر کا کام کرنا چاہے تو وہ مجرم ہوگا۔ خود حضرت کی منظوری اور پسندیدگی سے بلکہ آپکی خواہش کو پورا کرنے کے لئے اور پھر صدر انجمن احمدیہ کے قایم ہو چکنے اور اشاعت اسلام کا کام اسکے سپرد ہو چکنے کے بعد قادیان میں ایک انجمن قایم ہوئی جو اب تک موجود ہے۔ جسکا نام انجمن تشحیذ الاذہان قادیان ہے اور جسکے ماتحت رسالہ تشحیذ الاذہان نکلتا ہے۔ اور اسکا نام بھی خود حضرت اقدس نے تشحیذ الاذہان رکھا تھا۔ اسکے اغراض و مقاصد اور قواعد جو اسکے پہلے ہی نمبر میں شایع ہوئے تھے ان مقاصد میں سے پہلا مقصد یہ لکھا ہے کہ "اسلام کا نورانی چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرنا" اور اس کے قواعد میں سے سب سے پہلا قاعدہ یہ لکھا ہے کہ "اس رسالہ سے کوئی مالی فایدہ ذاتی اغراض کیلئے ہرگز منظور نہ ہوگا اور جو مالی فایدہ ہوگا اس کو اشاعت اسلام میں خرچ کیا جائیگا"

اب ظاہر ہے کہ نہ یہ انجمن صدر انجمن کے ماتحت کبھی تھی اور نہ اب ہے اور نہ ہی اسکا رسالہ کبھی صدر انجمن کی ماتحت کے ماتحت ہوا اور نہ اسکی آمدنی میں صدر انجمن کا کچھ دخل تھا اور نہ ہے۔ پس اگر حضرت اقدس کا منشاء نعوذ باللہ یہ تھا کہ صدر انجمن کی مد اشاعت اسلام کے سوا کوئی شخص خدمت دین کا کام نہ کرے تو خود حضرت اقدس نے انجمن تشحیذ الاذہان کو جسکا مقصد ہی اشاعت اسلام تھا کیوں پسند فرمایا اور کیوں اسکی منظوری دی اسی طرح جب اخبار بدر جاری ہوا تو اس وقت بھی ایک انجمن اشاعت اسلام کیلئے قایم ہو چکی ہوئی تھی۔ جسکے ماتحت رسالہ ریویو آف ریلیجنز نکلتا تھا۔ بلکہ اس انجمن کا تو نام ہی انجمن اشاعت اسلام تھا۔ لیکن اس انجمن کا وجود اخبار بدر کے اجرا کا مانع نہ ہوا حالانکہ اس اخبار کا مقصد بھی اشاعت اسلام ہی تھا اور حضرت اقدس کے منشاء کے ماتحت ہی نکلا تھا۔

غرض اگر حضرت اقدس نے اشاعت اسلام کیلئے ہی اس انجمن کی بنیاد رکھی تھی اور اشاعت اسلام کا کام اسکے سپرد کیا تھا۔ تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انجمن ترقی اسلام کا قیام حضرت اقدس کے کسی ارشاد یا کسی مقصد کے منافی ہے۔

علاوہ اسکے الوصیت کی جو عبارت آپنے پیش کی ہے اس کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہے کہ اشاعت اسلام کا کام حضرت اقدس نے صدر انجمن کیلئے رجسٹرڈ کر دیا تھا بلکہ اس عبارت کا ماحصل صرف یہ ہے کہ انجمن کو مقبرہ بہشتی کی مد سے جو آمدنی حاصل ہوگی اسے انجمن مذکور اشاعت اسلام کے کام پر خرچ کریگی پس انجمن مقبرہ بہشتی کی آمدنی کو انجمن کیلئے مخصوص کیا تھا نہ کہ اشاعت اسلام کے کام کو اور اس آمدنی کو اشاعت اسلام کیلئے مخصوص فرمایا تھا کہ انجمن اس آمدنی کو صرف اشاعت اسلام پر خرچ کرے نہ یہ کہ اشاعت اسلام کو اس آمدنی سے مخصوص فرمایا تھا کہ اس مقبرہ کی آمدنی کے سوا اور کسی قسم کی آمدنی سے اشاعت اسلام کا کام نہ کیا جائے اور کہ انجمن مذکور کے سوا اور کوئی اشاعت اسلام کا کام نہ کرے

پھر اس کے بعد یہ معروض ہے کہ یہ بھی آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے صدر انجمن سے اشاعت اسلام کا کام لے لیا ہے بلکہ انجمن مذکور بدستور

اپنا کام کر رہی ہے اور اسکی مد اشاعت اسلام بدستور اسلام کی اشاعت کر رہی ہے نہ ریویو اردو بند کیا گیا ہے نہ ریویو انگریزی نہ کتب کے ذریعہ سے اشاعت کا کام بند ہوا ہے۔ غرض صدر انجمن احمدیہ جس جس طور پر پہلے خدمت اسلام بجا لا رہی تھی اسی طرح بدستور اب بھی اس خدمت کو وہ سرانجام دے رہی ہے بلکہ بفضل خدا احسن طور پر۔

نیز مقبرہ بہشتی کا انتظام اب بھی بدستور صدر انجمن کے متعلق ہی ہے اور انشاء اللہ بدستور رہیگا اور اس کا روپیہ اشاعت اسلام کیلئے صدر انجمن کے ماتحت اب بھی اسی طرح خرچ ہوتا ہے جسطرح پہلے مقبرہ کا روپیہ انجمن ترقی اسلام کے ماتحت خرچ نہیں ہوتا

حضرت اقدس نے جس جس کام کو صدر انجمن کے سپرد کیا تھا۔ حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس سے کوئی الگ نہیں کر لیا بلکہ وہ تمام بدستور کر رہی ہے۔

اس جگہ یہ سوال ہو سکتا ہے کہ گو یہ صحیح ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کی موجودگی میں کسی اور ایسی انجمن کا قایم کرنا جو اشاعت اسلام کا کام کرے ناجائز نہیں ہے مگر تاہم جب صدر انجمن یہ کام کر رہی تھی تو پھر الگ ایک انجمن قایم کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ بعض ممبران صدر انجمن سلسلہ کے ذکر کو سم قاتل قرار دیتے ہیں اور حضرت خلیفہ ثانی احمدیت کی تبلیغ اور اشاعت اسلام کو مترادف سمجھتے ہیں، حضرت اقدس کا اسکے متعلق جو کچھ ارشاد ہے وہ تو القول الفضل میں مفصل پڑھ چکے ہونگے) اس وجہ سے اس وقت تک کیلئے جب تک کہ یہ اختلاف ممبران انجمن میں باقی ہے حضور نے مناسب سمجھا کہ اس غرض کو پورا کرنے کیلئے ایک الگ انجمن قایم کی جاوے تاکہ احمدیت کی تبلیغ نہ رکی رہے۔ کیونکہ گو اکثر ممبران انجمن تبلیغ احمدیت کو ضروری سمجھتے ہیں اور انجمن کی کثرت رائے اسی طرف ہے اور انجمن کی کثرت رائے سے یہ فیصلہ بھی ہو چکا ہے کہ حضرت اقدس کے ارشاد کے مطابق انجمن کیلئے سلسلہ کے پیشرو کی اطاعت بحیثیت اسکے خلیفۃ المسیح ہونے کے واجب ہوگی تاہم چونکہ بعض ممبران ابھی تک سختی سے اسکی مخالفت پر آمادہ ہیں اور اس وجہ سے احمدیت کی تبلیغ میں کسی روک کا پیدا ہوجانا بعید نہیں ہے اس وجہ سے ضروری

ہوا کہ اس وقت تک کہ اللہ تعالےٰ ان باقی ممبران کو بھی درست راہ کی طرف لائے یا کوئی اور راہ نکال دے ایک ایسی انجمن بنائی جاوے جو بکلی طور پر احمدیت کی تبلیغ کو اپنا فرض سمجھے۔ ہاں جب اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے صدر انجمن کی رائے کو اس مقصد کی پیروی کیلئے متفق کر دے تو پھر اس وقت اس دوسری انجمن کی ضرورت نہ رہیگی۔ اور اس وقت اسے صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت کر دیا جائیگا (انشاء اللہ تعالےٰ) جیسا کہ حضرت ممدوح اپنے اس ٹریکٹ میں جسمیں اپنے اس انجمن کے قایم کرنے کا ذکر فرمایا تھا تحریر فرماتے ہیں "کہ اسی وقت تک اس انجمن کی علیحدہ ضرورت ہوگی جب تک کہ مجلس معتمدین کی مناسب اصلاح ہو جائیگی تو پھر اس انجمن کی علیحدہ ضرورت نہ ہوگی بلکہ یہ کام بھی اسی کے سپرد کر دیا جائیگا"

اس جگہ آپکے اس استفسار کا جواب بھی لکھ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جب انجمن خلیفہ کے ماتحت ہے تو کیوں نہ انجمن کا ہر فعل خلیفہ کا فعل قرار دیا جاوے۔ اس کے متعلق معروض ہے کہ انجمن تو حضرت اقدس کے وقت میں بھی ماتحت تھی بلکہ بطریق اولیٰ ماتحت تھی مگر باوجود اسکے یہ کہنا میرے نزدیک صحیح نہیں ہے کہ اسوقت انجمن کا ہر ایک فعل آپ ہی کا فعل تھا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے جس مقام پر ان لوگوں کو کھڑا کیا ہوتا ہے اسکے ماتحت ان کے اپنے افعال نہایت بلند مقام پر واقع ہوتے ہیں جیسا کہ کسی بزرگ کا قول ہے کہ جو باتیں عوام کی نظر میں حسنات ہوتی ہیں وہ ابرار کے مقام کی رو سے سئیات ہوتی ہیں اور ساتھ ہی اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو اسقدر اولوالعزمی علو ہمت اور حیا بخشتا ہے کہ وہ لوگوں کی معمولی فروگذاشتوں پر گرفت نہیں فرماتے اور بہت سے ایسے افعال وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں جن پر وہ گرفت نہیں کرتے (گو کسی رنگ میں کسی موقعہ پر ایسے امور کی غلطی کا اظہار کر دیں) اور وہ خود ان افعال سے بالکل مبرا ہوتے ہیں ساوران کے قریب جانا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ انکے ارفع مقام کا تقاضا یہی ہوتا ہے پس اس بنا پر میرے نزدیک انجمن کے فیصلوں کو آپ کی طرف منسوب کرنا ایک جرأت اور دلیری ہے جو بے ادبی میں داخل ہے پس باوجودیکہ انجمن اصولاً خلیفہ کے ماتحت ہے۔

لیکن انجمن کے فیصلوں کو خلیفہ کی طرف منسوب کرنا میرے نزدیک درست نہیں ہے۔ البتہ خلیفہ کے فیصلہ کو انجمن کا فیصلہ اور تمام قوم کا فیصلہ کہنا صحیح ہے اور بیشک صحیح ہے کیونکہ جماعت کے کسی فرد کا یہ حق نہیں ہے کہ جب تک وہ اپنے آپ کو جماعت کی طرف منسوب کرتا ہے۔ جماعت کے پیشرو کے فیصلوں سے اپنی بے تعلقی ظاہر کرے پس اگر خلیفہ وقت کوئی فیصلہ کرے تو یہ کہنا صحیح ہوگا کہ یہ فیصلہ انجمن کی متفقہ رائے کا اور تمام جماعت کا متفقہ فیصلہ ہے۔

(۶) آپ استفسار فرماتے ہیں کہ جب الوصیت کے رو سے انجمن کے ممبران کی ایزادی یا کمی کا اختیار انجمن کیلئے مخصوص ہے تو خلیفہ کی اکیلی رائے کو کیوں فیصل قرار دیا گیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت اقدس نے صدر انجمن کو قطعی طور پر آزاد نہیں رکھا بلکہ رسالہ الوصیت میں ہی اسے حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ چلنے کا حکم دیا ہے۔ پس جب سلسلہ احمدیہ ایک شخص واحد کو تمام جماعت کا پیشرو واجب الاطاعت قرار دیتا ہے تو پھر یہ دعویٰ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ انجمن کسی کے ماتحت نہیں اور کہ وہ بکلی آزاد ہے جماعت احمد کا مطاع تو یقیناً وہی شخص ہے جو اسکا پیشرو واجب الاطاعت ہے نہ کہ انجمن؛ پس جب تمام جماعت ہی اس پیشرو کی شخصی اطاعت کے نیچے آگئی تو انجمن کی آزادی کے کیا معنے۔ یہ بھی یاد رہے کہ بعض اختیارات کو انجمن کیطرف منسوب کرنا اور انجمن کو پیشرو واجب الاطاعت کے ماتحت قرار دینا ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد اور تعارض نہیں ہے اگر انجمن باوجود ذی اختیارات ہونیکے کسی گورنمنٹ کے ماتحت رہ سکتی ہے یہ کسی کو کچھ اختیار حاصل ہونیکے معنے یہ نہیں ہوتے کہ وہ بس مطلق العنان ہے پس حضرت اقدس کے ان دونوں ارشادوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

(باقی آئندہ)

ناظرین الحکم کو چاہیئے کہ وہ الحکم کی توسیع اشاعت میں کوشاں رہیں کیوں کہ اس کو حضور نے اپنا بازو قرار دیا ہے۔

منیجر الحکم